AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

تفسیر احسن البیان کا بنیادی ماخذ (قرآن و سنت) سے استدلال کا جائزہ

Review of the Reasoning of Tafsir Ahsan Al-Bayan from its Primary Source (the Quran and Sunnah)

Hafiz Muhammad Usman Yusuf
(Corresponding author)
PhD Scholar, Department of Islamic Studies,
Imperial College of Business Studies, Lahore
us.ay@hotmail.com
Dr. Muhammad Imran Anwar
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Imperial College of Business Studies, Lahore

Abstract:
This research paper explores the fundamental sources of Islamic jurisprudence, emphasizing the central role of the Qur'an and the Sunnah. Based on the interpretation of Tafseer Ahsan-ul-Bayan, it establishes the Qur'an as the primary source and foundation of divine law. The Sunnah of the Prophet Muhammad (□) is presented as the second source, providing practical explanation and clarification of the Qur'anic injunctions. The paper highlights the principles of derivation, authority, and application of Shariah rulings from these two sources.It concludes that the entire structure of Islamic law is firmly grounded upon these two divine sources — the Qur'an and the Sunnah.

اہل علم، فقہاء[1] کے نزدیک کل بارہ یا تیرہ فقہ اسلامی کے ماخذ ہیں جن میں سے چار متفقہ ماخذ (قرآن، سنت، اجماع اور قیاس) ہے، سارے مختلف فیہ ماخذ (استحسان، استصحاب، مصالح مرسلہ، سد ذرائع، مذہب صحابی، عرف، اور پہلی شریعتوں کے احکام) ہیں جب کہ دو تکمیلی اصول: اجتہاد و مقاصد شریعت ہے۔ جن کی ترتیب درج ذیل ہے:

ا۔ کتاب اللہ (قرآن کریم)۔ ۲۔ سنت نبویہ (نبی کریم ﷺ کا قول، فعل، تقریر اور شمائل)

۳۔ اجماع ۔ ۴۔ قیاس ۔ ۵۔ الادلة المختلفه (استحسان ، استصحاب ، مصالح مرسلہ ، عرف و عادت ، سد ذرائع، شرح من قبلنا، قول صحابی)۔ ٦۔ التعارض والترجیح (جب دو نصوص دو اصول متعارض لگیں تو کسی ایک کو ترجیح دینا)۔ ۷۔ الاجتہاد۔ ۸۔ مقاصد شریعت: شریعت کے کلی مقاصد: دین، جان، عقل، نسل مال کا تحفظ۔

بعض اہل علم اور فقہاء کرام کے نزدیک مندرجہ ذیل ماخذ فقہ اسلامی ہیں:

1 قرآن 2 سنت 3 اجماع 4 قیاس 5 استحسان 6 استصلاح 7 استدلال
8 مسلمہ شخصیتوں کی آراء 9 تعامل 0 عرف وعادت ! ما قبل کی شریعت ملکی قانون شامل ہیں۔

تحقیق کا بنیادی سوال:

تفسیر احسن البیان میں قرآن و سنت کو بطورِ ماخذِ تفسیر کس حد تک اور کس انداز میں استعمال کیا گیا ہے، اور اس سے مصنف کے منہجِ تفسیر کے کیا اصول واضح ہوتے ہیں؟

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

زیرِ بحث مقالے میں فقہ اسلامی کے بنیادی ماخذ قرآن وسنت کا تعارف اور تفسیر احسن البیان میں فقہی اور قانونی مباحث میں حافظ صاحب کا طرز استدلال پیش کیا جاتا ہے۔

قرآن کریم

قرآن کریم فرقان حمید فقہ اسلامی کا سب سے پہلا بنیادی ماخذ ہے، قرآن کریم وہ کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی ورسول محمد ﷺ پر نازل فرمائی۔ چوں کہ یہ سلسلہ ہدایت کا آخری ایڈیشن ہے، اس لیے اس کی جملہ تعلیمات و تفہیمات کا ہر زمانے میں یکسانیت کے ساتھ پایا جانا لازمی تھا اور یہ اس صورت میں ممکن تھا کہ تمام شعبہ ہائے زندگی کی حدود اربعہ بنا کر اس کے خطوط متعین کر دیئے جائیں، قرآن کریم مختصر ہونے کے باوجود جامع مانع ہے اور اس میں زندگی کے تمام شعبوں کے متعلق واضح احکام موجود ہیں۔ لیکن ان احکامات کی حیثیت اصول کی ہے، قرآن نے ایسا نہیں کیا کہ ابتداء ہی سے احکامات سے متعلق احکام کی تمام جزئیات بیان کر دی ہوں، بلکہ اس میں تدریج کا طریقہ بروئے کار لایا گیا ہے۔ اگر بالفرض ابتداء ہی میں یہ تمام جزئیات بیان کر دی جاتی اور عملی شکل کے تمام خاکے تیار کر دیئے جاتے تو ایک اس کی دستوری شکل باقی نہ رہتی، دوسری بڑی بات یہ ہوتی کہ اس کی دوامی اور عالمگیری حیثیت ختم ہو کر ساری تعلیم زمانہ خاص تک محدود ہو جاتی اور پھر اس میں جمود و تعطل پیدا ہو کر ارتقاء پزیر معاشرے کو سمونے اور اقتضاء و مصالح کو جذب کرنے کی ساری صلاحیت ختم ہو جاتی۔[2]

حجیت قرآن:

قرآنِ مجید خالق کائنات کا وہ آخری اور ابدی پیغام ہے جو انسانی فکر و نظر کو نورِ ہدایت عطا کرتا ہے۔ یہ کتاب محض الفاظ و حروف کا مجموعہ نہیں بلکہ حق و باطل کے درمیان فرقان، رشد و صلاح کی ضامن اور قیامت تک انسانیت پر اللہ کی حجّتِ بالغہ ہے۔ مسلمانوں میں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ قرآن کریم سب کے لیے حجت ہے۔ یہ تمام مسلمانوں کے لیے قوی دلیل اور حجت ہے اور قانون سازی کا اولین سرچشمہ ہے۔[3]

الغرض! اہلِ اسلام کا اس امر پر کامل اتفاق ہے کہ قرآنِ مجید برہانِ قطعی اور حجتِ یقینی ہے۔ اس میں بیان کردہ احکام کی تعمیل واجب اور اللہ تعالیٰ کے ارشادات کے فہم کے لیے اسی کی طرف رجوع لازمی ہے۔ شریعت کے احکام کی تلاش میں کسی اور ماخذ کی طرف التفات اسی وقت روا ہو گا جب قرآن کریم میں مطلوبہ حکم صراحتاً نہ مل سکے۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ قرآن دراصل اللہ ربّ العزت کا کلام ہے، جو آسمانی شریعت کے ساتھ انسانیت کی ہدایت کے لیے نازل کیا گیا۔

اس کی حجیت اس امر سے عیاں ہے کہ یہ ہر عہد و ہر نسل کے لیے رہنمائی کا سرچشمہ اور دینِ الٰہی کی اساس ہے۔ قرآن نہ صرف ایمان و عقیدہ کی بنیاد ہے بلکہ اخلاق و شریعت کا محور بھی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

((هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ))[4]

یعنی یہ کتاب تمام لوگوں کے لیے واضح اعلان، اہلِ تقویٰ کے لیے نصیحت اور راہِ راست کا مینار ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے بھی قرآن کو امت کے لیے ابدی حجّت قرار دیتے ہوئے فرمایا:

«تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ».[5]

میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھام لو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔"

یوں قرآن نہ صرف خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد شریعتِ حقہ کا ضابطہ ہے بلکہ دنیا کے لیے بقا و نجات کا واحد معیار ہے۔ اس کی روشنی قیامت تک بجھائی نہیں جا سکتی، اور یہی کتاب ہر دور میں بندگانِ خدا پر اتمامِ حجّت کا سرچشمہ بنی رہے گی۔

حجیت قرآن کے دلائل ملاحظہ کیجئے!

1 قرآن مجید ہم تک تواتر کے ذریعے پہنچا ہے، لہٰذا وہ یقینی طور پر رسولِ اکرم ﷺ تک ثابت ہے، جو صادق و امین ہیں، اور انہوں نے اسے جبرائیلؑ سے اور انہوں نے لوحِ محفوظ سے نقل کیا۔ تواتر ایسا ذریعہ ہے جو قطعی اور یقینی علم عطا کرتا ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

2 قرآن کریم کی بے شمار آیات گواہی دیتی ہیں کہ یہ کتاب براہِ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔

تفسیر احسن البیان میں قرآن کریم سے استباط کی مثالیں:

((لَقَدۡ مَنَّ ٱللَّهُ عَلَى ٱلۡمُؤۡمِنِينَ إِذۡ بَعَثَ فِيهِمۡ رَسُولٗا مِّنۡ أَنفُسِهِمۡ يَتۡلُواْ عَلَيۡهِمۡ ءَايَٰتِهِۦ وَيُزَكِّيهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلۡكِتَٰبَ وَٱلۡحِكۡمَةَ))[6]

بلاشبہ یقیناً اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا جب اس نے ان میں ایک رسول انھی میں سے بھیجا، جو ان پر اس کی آیات پڑھتا اور انھیں پاک کرتا اور انھیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔

حافظ صاحب رقم طراز ہیں:

نبی کریم ﷺ کے بشر ہونے کو اللہ تعالیٰ ایک احسان کے طور پر بیان کر رہا ہے اور فی الواقع یہ احسان عظیم ہے کہ اس طرح ایک تو وہ اپنی قوم کی زبان اور لہجے ہی میں اللہ کا پیغام پہنچائے گا جسے سمجھنا ہر شخص کے لیے آسان ہو گا۔ دوسرے، لوگ ہم جنس ہونے کی وجہ سے اس سے مانوس اور اس کے قریب ہوں گے۔ تیسرے انسان کے لیے انسان، یعنی بشر کی پیروی تو ممکن ہے لیکن فرشتوں کی پیروی اس کے بس کی بات نہیں اور نہ فرشتہ انسان کے وجدان و شعور کی گہرائیوں اور باریکیوں کا ادراک کر سکتا ہے۔ اس لیے اگر پیغمبر فرشتوں میں سے ہوتے تو وہ ان ساری خوبیوں سے محروم ہوتے جو تبلیغ و دعوت کے لیے نہایت ضروری ہے۔ اس لیے جتنے بھی انبیاء آئے ہیں سب کے سب بشر ہی تھے۔ قرآن نے ان کی بشریت کو خوب کھول کر بیان کیا ہے۔ مثلاً فرمایا: ((وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ إِلَّا رِجَالٗا نُّوحِيٓ إِلَيۡهِمۡ))[7] "ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے وہ مرد تھے جن پر ہم وحی کرتے تھے۔" ((وَمَآ أَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنَ ٱلۡمُرۡسَلِينَ إِلَّآ إِنَّهُمۡ لَيَأۡكُلُونَ ٱلطَّعَامَ وَيَمۡشُونَ فِي ٱلۡأَسۡوَاقِۗ))[8] "ہم نے آپ (ﷺ) سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے، سب کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے تھے"۔ اور خود نبی (ﷺ) کی زبان مبارک سے کہلوایا گیا: ((قُلۡ إِنَّمَآ أَنَا۠ بَشَرٞ مِّثۡلُكُمۡ يُوحَىٰٓ إِلَيَّ))[9] "آپ کہہ دیجئے میں بھی تو تمہاری طرح صرف بشر ہی ہوں، البتہ مجھ پر وحی کا نزول ہوتا ہے۔" لیکن آج بہت سے افراد اس چیز کو نہیں سمجھتے۔

آیت کریمہ کی تفسیر میں "القرآن يفسر بعضه بعضا" قرآن کا بعض بعض حصے کی تفسیر کرتا ہے اس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حافظ صاحب نے اپنی عدیم النظیر تفسیر میں تفسیر بیان فرمائی ہے۔

2 ((وَإِذَا قِيلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡاْ إِلَىٰ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ وَإِلَى ٱلرَّسُولِ رَأَيۡتَ ٱلۡمُنَٰفِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودٗا))

ان سے جب کبھی کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام کی اور رسول ﷺ کی طرف آؤ تو آپ دیکھ لیں گے کہ یہ منافق آپ سے منہ پھیر کر رک جاتے ہیں۔[10].

یہ آیات ایسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں جو اپنا فیصلہ عدالت میں لے جانے کے بجائے سرداران یہود یا سرداران قریش کی طرف لے جانا چاہتے تھے۔ تاہم ان کا حکم عام ہے اور اس میں تمام وہ لوگ شامل ہیں جو کتاب و سنت سے اعراض کرتے ہیں اور اپنے فیصلوں کے لیے ان دونوں کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف جاتے ہیں۔ ورنہ مسلمانوں کا حال تو یہ ہوتا ہے: ((إِنَّمَا كَانَ قَوۡلَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ إِذَا دُعُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَهُمۡ أَن يَقُولُواْ سَمِعۡنَا وَأَطَعۡنَاۚ))[11] کہ جب انہیں اللہ و رسول (ﷺ) کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو وہ کہتے ہیں کہ " سَمِعۡنَا وَأَطَعۡنَا " ایسے ہی لوگوں کے بارے میں آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ((وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ)) یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اس مقام پر بھی حافظ صاحب نے قرآن کریم سے تفسیر بیان کی ہے۔

3 ((ٱللَّهُ ٱلَّذِيٓ أَنزَلَ ٱلۡكِتَٰبَ بِٱلۡحَقِّ وَٱلۡمِيزَانَۗ)) [12]

اللہ وہ ہے جس نے حق کے ساتھ یہ کتاب نازل کی اور میزان بھی۔

حافظ صاحب رقم طراز ہیں:

الکتاب سے مراد جنس ہے، یعنی تمام پیغمبروں پر جتنی کتابیں بھی نازل ہوئیں، وہ سب حق اور سچی تھیں۔ یا بطور خاص قرآن مجید مراد ہے اور اس کی صداقت کو واضح کیا جا رہا ہے۔ میزان سے مراد عدل و انصاف ہے۔ عدل کو ترازو سے اس لیے تعبیر فرمایا کہ یہ برابری اور انصاف کا آلہ ہے۔ اس کے

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

ذریعے ہی سے لوگوں کے درمیان برابری ممکن ہے۔ اسی کے ہم معنی یہ آیات بھی ہیں:((لَقَدۡ أَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِٱلۡبَيِّنَٰتِ وَأَنزَلۡنَا مَعَهُمُ ٱلۡكِتَٰبَ وَٱلۡمِيزَانَ لِيَقُومَ ٱلنَّاسُ بِٱلۡقِسۡطِۖ))[13] ”یقیناہم نے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھجوایااور ان کے ساتھ کتاب اور انصاف نازل فرمایا تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں۔“)) وَٱلسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ ٱلۡمِيزَانَ ۔أَلَّا تَطۡغَوۡاْ فِي ٱلۡمِيزَانِ۔ وَأَقِيمُواْ ٱلۡوَزۡنَ بِٱلۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُواْ ٱلۡمِيزَانَ))[14] اور اسی نے آسمان کو بلند کیااور اسی نے ترازو رکھی تاکہ تم تولنے میں کمی بیشی نہ کرو، انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھواور تول میں کمی نہ کرو۔“

آیت کی تفسیر میں دیگر قرآن آیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے تفسیر کی۔

4 ((ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡحَيُّ ٱلۡقَيُّومُ))[15]

اللہ (وہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے، ہر چیز کو قائم رکھنے والا ہے۔

حافظ صاحب رقم طراز ہیں:

حَيّ اور قَيُّومُ اللہ تعالیٰ کی خاص صفات ہیں حی کا مطلب وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا، اسے موت اور فنا نہیں۔ قیوم کا مطلب ساری کائنات کا قائم رکھنے والا، محافظ اور نگران، ساری کائنات اس کی محتاج وہ کسی کا محتاج نہیں۔ عیسائی حضرت عیسیٰ کو اللہ یا ابن اللہ یا تین میں سے ایک مانتے تھے۔ گویاان کو کہاجارہاہے کہ جب حضرت عیسیٰ υ بھی اللہ کی مخلوق ہیں، وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور ان کا زمانہ ٔ ولادت بھی تخلیق کائنات سے بہت عرصے بعد کا ہے تو پھر وہ اللہ، یا اللہ کا بیٹا کس طرح ہوسکتے ہیں؟ اگر تمہارا عقیدہ صحیح ہوتا تو انہیں مخلوق کے بجائے الوہی صفات کا حامل اور قدیم ہونا چاہیے تھا۔ نیز ان پر موت بھی نہیں آنی چاہیے لیکن ایک وقت آئے گا کہ وہ موت سے بھی ہمکنار ہوں گے۔ اور عیسائیوں کے بقول ہمکنار ہو چکے۔ احادیث میں آتاہے کہ تین آیتوں میں اللہ کا اسم اعظم ہے جس کے ذریعے سے دعا کی جائے تو وہ رد نہیں ہوتی۔ ایک یہی آل عمران کی آیت، دوسری آیت الکرسی میں:((اللَّهُ لا إِلَهَ إِلا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ))اور تیسری سورہ طٰہ میں: ((وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ))۔

آیت کی تفسیر میں ماخذ اول قرآن کو بیان کیا ہے۔

5 ((إِنَّآ أَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ بِٱلۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ ٱلنَّاسِ))[16]

یقیناًہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی ہے تاکہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو.

حافظ صاحب رقم طراز ہیں:

ان آیات (104 سے 113 تک) کی شان نزول میں بتلایا گیاہے کہ انصار کے قبیلہ بنی ظفر میں ایک شخص طعمہ یابشیر بن ابیرق نے ایک انصاری کے زرہ چرالی، جب اس کا چرچا ہوا اور اس کو اپنی چوری کے بے نقاب ہونے کا خطرہ محسوس ہوا تو اس نے وہ زرہ ایک یہودی کے گھر پھینک دی اور بنی ظفر کے کچھ آدمیوں کو ساتھ لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا، ان سب نے کہا کہ زرہ چوری کرنے والا فلاں یہودی ہے۔ یہودی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ بنی ابیرق نے زرہ چوری کرکے میرے گھر پھینک دی ہے۔ بنی ظفر اور بنی ابیرق (طعمہ یابشیر وغیرہ) ہشیار تھے اور نبی ﷺ کو باور کراتے رہے کہ چور یہودی ہی ہے اور وہ طعمہ پر الزام لگانے میں جھوٹا ہے، نبی ﷺ بھی ان کی چکنی چپڑی باتوں سے متاثر ہوگئے اور قریب تھا کہ اس انصاری کو چوری کے الزام سے بری کرکے یہودی پر چوری کی فرد جرم عائد فرمادیتے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔ جس سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ نبی ﷺ بھی بہ حیثیت ایک انسان کے غلط فہمی میں پڑ سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آپ عالم الغیب نہیں تھے، ورنہ آپ ﷺ پر فوراً صورتِ حال واضح ہو جاتی۔ تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر ﷺ کی حفاظت فرماتا ہے اور اگر کبھی حق کے پوشیدہ رہ جانے اور اس سے ادھر ادھر ہو جانے کا مرحلہ آجائے تو فوراً اللہ تعالیٰ اسے متنبہ فرمادیتا ہے اور اس کی اصلاح فرمادیتا ہے جیسا کہ عصمت انبیا کا تقاضا ہے۔ یہ وہ مقام عصمت ہے جو انبیا کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں۔

یہاں بھی تفسیر میں اصول فقہ کے پہلے ماخذ ”قرآن“ کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

فقہ اسلامی کا دوسرا ماخذ: سنت

فقہ اسلامی کا دوسرا ماخذ سنت ہے، سنت کا لغوی معنی: راہ، روش، عادت، طرز عمل ہے۔[17]

قرآن مجید میں بھی یہ لفظ اسی لغوی معنی میں آیا ہے، مثلاً: ((سُنَّةَ ٱللَّهِ فِي ٱلَّذِينَ خَلَوۡاْ مِن قَبۡلُۖ)) [18] یعنی اللہ کا وہی طریقہ جو پہلے لوگوں میں رہا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اس معنٰی میں اس کو استعمال فرمایا ہے: «لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، شِبْرًا بشبر وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ»۔[19] "یقیناً تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی پیروی کروگے، بالکل بالشت بہ بالشت اور ہاتھ بہ ہاتھ (یعنی قدم بہ قدم)۔"

سنت سے اخذ واستدلال میں صاحب تفسیر "احسن البیان" کا موقف:

تفسیر احسن البیان کے مولف حافظ صالح الدین یوسف ؒ بھی شرعی دلائل کی ترتیب میں استنباطِ احکام میں سب سے پہلے قرآن کریم، دوسرے نمبر پر سنتِ رسول اور تیسرے نمبر پر اجماع اور چوتھے نمبر پر قیاس کے قائل نہیں تھے بلکہ آپ کے نزدیک قرآن و سنت ایک ہی درجے پر فائز ہے آپ بیک وقت دونوں سے احکام کو استباط کرنا اور ان دونوں میں تفریق نہ کرنے کو لازم سمجھتے تھے۔ اور حافظ صاحب اپنی تفسیر میں فقہی و قانونی مسائل کے حل کے لیے صحیح احادیث پیش کرتے ہیں موضوع اور مردود سے استدلال نہیں فرماتے تھے ذیل میں چند مثالیں ملاحظہ کیجئے:

1 اذان کا طریقہ:

قرآن کریم میں ہمیں اذان کا تذکرہ تو ملتا ہے لیکن اس کا مکمل طریقہ حدیث رسول میں موجود ہے جیسا کہ حافظ صاحب درج ذیل آیت کے تحت رقم طراز ہیں:

((وَإِذَا نَادَيۡتُمۡ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ ٱتَّخَذُوهَا هُزُوٗا وَلَعِبٗاۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمۡ قَوۡمٞ لَّا يَعۡقِلُونَ)) [20]

اور جب تم نماز کی طرف آواز دیتے ہو تو وہ اسے مذاق اور کھیل بنا لیتے ہیں۔ یہ اس لیے کہ بے شک وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں۔

حافظ صاحب رقم طراز ہیں:

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ حدیث رسول (ﷺ) بھی قرآن کی طرح دین کا ماخذ اور اسی طرح حجت ہے قرآن نے نماز کے لیے "ندا" کا تو ذکر کیا ہے لیکن یہ "ندا" کس طرح دی جائے گی؟ اس کے الفاظ کیا ہوں گے؟ یہ قرآن کریم میں کہیں نہیں ہے۔ یہ چیزیں حدیث سے ثابت ہیں، جو اس کی حجیت اور ماخذ دین ہونے پر دلیل ہیں۔ حجیت حدیث کا مطلب: حدیث کے ماخذ دین اور حجت شرعیہ ہونے کا مطلب ہے، کہ جس طرح قرآن کریم کی نص سے ثابت ہونے والے احکام و فرائض پر عمل کرنا ضروری اور ان کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح حدیث رسول (ﷺ) سے ثابت ہونے والے احکام کا ماننا بھی فرض، ان پر عمل کرنا ضروری اور ان کا انکار کفر ہے۔ تاہم حدیث کا صحیح مرفوع اور متصل ہونا ضروری ہے۔ صحیح حدیث چاہے متواتر ہو یا آحاد، قولی ہو، فعلی ہو یا تقریری۔ یہ سب قابل عمل ہیں۔ حدیث کا خبر واحد کی بنیاد پر، یا قرآن سے زائد ہونے کی بنیاد پر یا ائمہ کے قیاس واجتہادات کی بنیاد پر یا راوی کی عدم فقاہت کے دعویٰ کی بنیاد پر یا عقلی استحالے کی بنیاد پر یا اسی قسم کے دیگر دعوؤں کی بنیاد پر، رد کرنا صحیح نہیں ہے۔ یہ سب حدیث سے اعراض کی مختلف صورتیں ہیں۔

آیت کریمہ کی تفسیر میں سنت رسول کو واضح فرمایا۔

2 وضو کا طریقہ:

قرآن کریم میں وضو کے متعلق تفصیلی احکام موجود نہیں ہیں بلکہ وضو کا مکمل طریقہ سنت مطہرہ سے ثابت ہے جیسا کہ حافظ صاحب درج ذیل آیت کے تحت رقم طراز ہیں:

((يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا قُمۡتُمۡ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ فَٱغۡسِلُواْ وُجُوهَكُمۡ وَأَيۡدِيَكُمۡ إِلَى ٱلۡمَرَافِقِ وَٱمۡسَحُواْ بِرُءُوسِكُمۡ وَأَرۡجُلَكُمۡ إِلَى ٱلۡكَعۡبَيۡنِۚ)) [21]

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک (دھولو)۔

منہ دھوؤ یعنی ایک ایک، دو دو یا تین تین مرتبہ دونوں ہتھیلیاں دھونے، کلی کرنے، ناک میں پانی ڈال کر جھاڑنے کے بعد۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔ منہ دھونے کے بعد ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھویا جائے۔

- مسح پورے سر کا کیا جائے، جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے، اپنے ہاتھ آگے سے پیچھے گدی تک لے جائے اور پھر وہاں سے آگے کو لائے جہاں سے شروع کیا تھا۔ اسی کے ساتھ کانوں کا مسح کرلے۔

ملحوظۃ: 1 اگر پہلے سے باوضو ہو تو نیا وضو کرنا ضروری نہیں۔ تاہم ہر نماز کے لیے تازہ وضو بہتر ہے۔ 2 وضو سے پہلے نیت فرض ہے۔ 3 وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنی بھی ضروری ہے۔ 4 داڑھی گھنی ہو تو اس کا خلال کیا جائے۔ 5 اعضا کو ترتیب وار دھویا جائے۔ " 6 ان کے درمیان فاصلہ نہ کیا جائے" یعنی ایک عضو دھونے کے بعد دوسرے عضو کے دھونے میں دیر نہ کی جائے۔ بلکہ سب اعضا تسلسل کے ساتھ یکے بعد دیگرے دھوئے جائیں۔ 7 اعضائے وضو میں سے کسی بھی عضو کا کوئی حصہ خشک نہ رہے، ورنہ وضو نہیں ہوگا۔ 8 کوئی عضو بھی تین مرتبہ سے زیادہ نہ دھویا جائے۔ ایسا کرنا خلاف سنت ہے۔

آیت کی تفسیر نہ صرف سنت رسول ﷺ کو واضح کیا بلکہ خلاف سنت امور کی بھی نشان دہی فرمائی۔

3 دوران وضو پگڑی پر مسح اور جرابوں پر مسح:

اگر سر پر پگڑی یا عمامہ ہو تو حدیث کی رو سے موزوں کی طرح اس پر بھی مسح جائز ہے۔[22] علاوہ ازیں ایک مرتبہ ہی اس طرح مسح کرلینا کافی ہے۔ "أَرْجُلَكُمْ" کا عطف "وُجُوهَكُمْ" پر ہے، یعنی اپنے پیر ٹخنوں تک دھوؤ! اور اگر موزے یا جرابیں پہنی ہوئی ہیں (بشرطیکہ وضو کی حالت میں پہنی ہوں) تو حدیث کی رو سے پیر دھونے کی بجائے جرابوں پر مسح بھی جائز ہے۔

آیت کی تفسیر میں سنت رسول ﷺ کو واضح فرمایا۔

4 مسکین کون؟

((لِلْفُقَرَآءِ ٱلَّذِينَ أُحْصِرُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي ٱلْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ ٱلْجَاهِلُ أَغْنِيَآءَ مِنَ ٱلتَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُم بِسِيمَٰهُمْ لَا يَسْـَٔلُونَ ٱلنَّاسَ إِلْحَافًاۗ وَمَا تُنفِقُواْ مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ ٱللَّهَ بِهِۦ عَلِيمٌ)) [23]

(یہ صدقات) ان محتاجوں کے لیے ہیں جو اللہ کے راستے میں روکے گئے ہیں، زمین میں سفر نہیں کرسکتے، ناواقف انھیں سوال سے بچنے کی وجہ سے مال دار سمجھتا ہے، تو انھیں ان کی علامت سے پہچان لے گا، وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے، اور تم خیر میں سے جو خرچ کرو گے سو یقیناً اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔

اس کی تفسیر میں حافظ صاحب نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین وہ نہیں ہے جو ایک ایک دو دو کھجور یا ایک ایک، دو دو لقمے کے لیے در در پر جاکر سوال کرتا ہے۔ مسکین تو وہ ہے جو سوال سے بچتا ہے، پھر نبی ﷺ نے آیت ﴿لا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾ کا حوالہ پیش فرمایا۔[24]

حافظ صاحب مزید فرماتے ہیں:

اس لیے پیشہ ور گداگروں کی بجائے، مہاجرین، دین کے طلبا علما اور سفید پوش ضرورت مندوں کا پتہ چلا کر ان کی امداد کرنی چاہیے۔ جو سوال کرنے سے گریز کرتے ہیں، کیونکہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا انسان کی عزت نفس اور خودداری کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں حدیث میں آتا ہے کہ جس کے پاس مایغنیہ ہو [یعنی اتنا سامان ہو جو اس کی کفایت کرتا ہو]، لیکن اس کے باوجود وہ لوگوں سے سوال کرے گا، تو قیامت والے دن اس کے چہرے پر زخم ہوں گے۔[25] اور بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ "ہمیشہ لوگوں سے سوال کرنے والے کے چہرے پر قیامت کے دن گوشت نہیں ہوگا"۔[26]

مسکین کون ہے آیت کی تفسیر "سنت" سے واضح فرمائی۔

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

5 مثال:((وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلۡهَوَىٰٓ إِنۡ هُوَ إِلَّا وَحۡيٞ يُوحَىٰ))[27]

اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔

یعنی وہ گمراہ یا بہک کس طرح سکتا ہے،وہ تو وحی الٰہی کے بغیر لب کشائی ہی نہیں کرتا، حتیٰ کہ مزاح اور خوش طبعی کے موقعوں پر بھی آپ ﷺ کی زبان مبارک سے حق کے سوا کچھ نہ نکلتا تھا۔(سنن الترمذی، أبواب البر، باب ما جاء في المزاح) اسی طرح حالت غضب میں، آپ ﷺ کو اپنے جذبات پر اتنا کنٹرول تھا کہ آپ ﷺ کی زبان سے کوئی بات خلاف واقعہ نہ نکلتی۔[28]

آیت الم نشرح کی تفسیر و تشریح سنت سے کی۔

6 مثال : ((فَلۡيَحۡذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنۡ أَمۡرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمۡ فِتۡنَةٌ أَوۡ يُصِيبَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٌ))[29]

سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انھیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انھیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔

اس آفت سے مراد دلوں کی وہ کجی ہے جو انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہے۔یہ نبی کریم (ﷺ) کے احکام سے سرتابی اور ان کی مخالفت کرنے کا نتیجہ ہے۔اور ایمان سے محرومی اور کفر پر خاتمہ، جہنم کے دائمی عذاب کا باعث ہے۔جیسا کہ آیت کے اگلے جملے میں فرمایا۔پس نبی کریم ﷺ کے منہاج، طریقے اور سنت کو ہر وقت سامنے رکھنا چاہیئے۔اس لیے جو اقوال واعمال اس کے مطابق ہوں گے، وہی بارگاہ الٰہی میں مقبول اور دوسرے سب مردود ہوں گے۔آپ ﷺ کا فرمان ہے: مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ[30] ”جس نے ایسا کام کیا، جو ہمارے طریقے پر نہیں ہے، وہ مردود ہے“۔

یہاں بھی اس مثال میں آیت کریمہ کی تفسیر میں سنت رسول ﷺ کا مقام واضح کیا۔

7 مثال:((وَمَا كَانَ لِمُؤۡمِنٖ وَلَا مُؤۡمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَمۡرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلۡخِيَرَةُ مِنۡ أَمۡرِهِمۡۗ وَمَن يَعۡصِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلَٰلٗا مُّبِينٗا))[31]

اور کبھی بھی نہ کسی مومن مرد کا حق ہے اور نہ کسی مومن عورت کا کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں کہ ان کے لیے ان کے معاملے میں اختیار ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے سو یقیناً وہ گمراہ ہو گیا، واضح گمراہ ہونا۔

حافظ صاحب لکھتے ہیں:

یہ آیت حضرت زینب(رضی اللہ عنہا) کے نکاح کے سلسلے میں نازل ہوئی تھی۔حضرت زید بن حارثہ(رضی اللہ عنہ)، جو اگرچہ اصلاً عرب تھے، لیکن کسی نے انہیں بچپن میں زبردستی پکڑ کر بطور غلام بیچ دیا تھا۔نبی کریم ﷺ سے حضرت خدیجہ(رضی اللہ عنہا) کے نکاح کے بعد حضرت خدیجہ(رضی اللہ عنہا) نے انہیں رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا تھا۔آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے اپنا بیٹا بنالیا تھا۔نبی کریم ﷺ نے ان کے نکاح کے لیے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب(رضی اللہ عنہا) کو نکاح کا پیغام بھیجا، جس پر انہیں اور ان کے بھائی کو خاندانی وجاہت کی بناء پر تامل ہوا، کہ زید(رضی اللہ عنہ) ایک آزاد کردہ غلام ہیں اور ہمارا تعلق ایک اونچے خاندان سے ہے۔جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے فیصلے کے بعد کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنا اختیار بروئے کار لائے۔بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ سر تسلیم خم کر دے۔چنانچہ یہ آیت سننے کے بعد حضرت زینب(رضی اللہ عنہا) وغیرہ نے اپنی رائے پر اصرار نہیں کیا اور ان کا باہم نکاح ہو گیا۔

آیت کریمہ کی تفسیر میں سنت رسول ﷺ سے اس طرح واضح فرمائی کہ سنت رسول ﷺ کا مقام بھی نکھر کر واضح ہو گیا۔

8 مثال:((فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُواْ فِيٓ أَنفُسِهِمۡ حَرَجٗا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسۡلِيمٗا))[32]

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔

یہ آیت بھی منکرین حدیث کے لیے تو ہے ہی، دیگر افراد کے لیے بھی لمحہ فکریہ ہے جو قول امام کے مقابلے میں حدیثِ صحیح سے انقباض ہی محسوس نہیں کرتے بلکہ یا تو کھلے لفظوں میں اسے ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ یا اس کی دور از کار تاویل کر کے یا ثقہ راویوں کو ضعیف باور کرا کے مسترد کرنے کی مذموم سعی کرتے ہیں۔

اس آیت کی شان نزول میں ایک یہودی اور مسلمان کا واقعہ عموماً بیان کیا جاتا ہے جو بارگاہ رسالت سے فیصلے کے باوجود حضرت عمر رضي الله عنه سے فیصلہ کروانے گیا جس پر حضرت عمر رضي الله عنه نے اس مسلمان کا سر قلم کر دیا۔ لیکن سنداً یہ واقعہ صحیح نہیں ہے، جیسا کہ ابن کثیر نے بھی وضاحت کی ہے۔ صحیح واقعہ ہے جو اس آیت کے نزول کا سبب ہے کہ حضرت زبیر (رضی اللہ عنہ) کا جو رسول اللہ (ﷺ) کے پھوپھی زاد تھے۔ اور ایک آدمی کا کھیت کو سیراب کرنے والے (نالے) کے پانی پر جھگڑا ہو گیا۔ معاملہ نبی ﷺ تک پہنچا، آپ ﷺ نے صورت حال کا جائزہ لے کر جو فیصلہ دیا تو وہ اتفاق سے حضرت زبیر) رضي الله عنه (کے حق میں تھا، جس پر دوسرے آدمی نے کہا کہ آپ (ﷺ) نے یہ فیصلہ اس لیے کیا ہے کہ وہ آپ (ﷺ) کا پھوپھی زاد ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی (صحیح بخاري تفسیر سورة النساء) آیت کا مطلب یہ ہوا کہ نبی ﷺ کی کسی بات یا فیصلے سے اختلاف تو کجا، دل میں انقباض بھی محسوس کرنا ایمان کے منافی ہے۔

یہاں بھی سنت رسول ﷺ کو تفسیر میں الم نشرح کیا گیا۔

9 مثال :((لَّقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسۡوَةٌ حَسَنَةٞ لِّمَن كَانَ يَرۡجُواْ ٱللَّهَ وَٱلۡيَوۡمَ ٱلۡأٓخِرَ وَذَكَرَ ٱللَّهَ كَثِيرٗا))[33]

بلاشبہ یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے اچھا نمونہ ہے، اس کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہو۔

حافظ صاحب رقم طراز ہیں:

یعنی اے مسلمانو! اور منافقو! تم سب کے لیے رسول اللہ (ﷺ) کی ذات کے اندر بہترین نمونہ ہے، پس تم جہاد میں اور صبر وثبات میں اسی کی پیروی کرو۔ ہمارا یہ پیغمبر جہاد میں بھوکا رہا حتی کہ اسے پیٹ پر پتھر باندھنے پڑے، اس کا چہرہ زخمی ہو گیا، اس کا رباعی دانت ٹوٹ گیا، خندق اپنے ہاتھوں سے کھودی اور تقریباً ایک مہینہ دشمن کے سامنے سینہ سپر رہا۔ یہ آیت اگرچہ جنگ احزاب کے ضمن میں نازل ہوئی ہے جس میں جنگ کے موقعے پر بطور خاص رسول اللہ (ﷺ) کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھنے اور اس کی اقتدا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن یہ حکم عام ہے یعنی آپ (ﷺ) کے تمام اقوال، افعال اور احوال میں مسلمانوں کے لیے آپ (ﷺ) کی اقتدا ضروری ہے چاہے ان کا تعلق عبادات سے ہو یا معاشرت سے، معیشت سے، یا سیاست سے، زندگی کے ہر شعبے میں آپ کی ہدایات واجب الاتباع ہیں ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾ الآية (الحشر) اور ﴿إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ﴾ الآية (آل عمران: 31) کا مفاد بھی یہی ہے۔

آیت کی تفسیر میں سنت رسول ﷺ کا مقام واضح ہے۔

10 مثال: ((وَنَزَّلۡنَا عَلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ تِبۡيَٰنٗا لِّكُلِّ شَيۡءٖ وَهُدٗى وَرَحۡمَةٗ وَبُشۡرَىٰ لِلۡمُسۡلِمِينَ))[34]

اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل کی، اس حال میں کہ ہر چیز کا واضح بیان ہے اور فرماں برداروں کے لیے ہدایت اور رحمت اور خوش خبری ہے۔

1- یعنی ہر نبی اپنی امت پر گواہی دے گا اور نبی اور آپ کی امت کے لوگ انبیاء کی بابت گواہی دیں گے کہ یہ سچے ہیں، انہوں نے یقیناً تیرا پیغام پہنچا دیا تھا۔[35]

2- کتاب سے مراد اللہ کی کتاب اور نبی کی تشریحات (احادیث) ہیں۔ اپنی احادیث کو بھی اللہ کے رسول نے "کتاب اللہ" قرار دیا ہے۔ جیسا کہ قصہ عسیف وغیرہ میں ہے۔[36]

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

اور ہر چیز کا مطلب ہے، ماضی اور مستقبل کی خبریں جن کا علم ضروری اور مفید ہے، اسی طرح حرام وحلال کی تفصیلات اور وہ باتیں جن کے دین ودنیا اور معاش ومعاد کے معاملات میں انسان محتاج ہیں۔ قرآن وحدیث دونوں میں یہ سب چیزیں واضح کر دی گئی ہیں۔

سنت اور حدیث کی اہمیت آیت کریمہ کی تفسیر میں بیان کی گئی ہے۔

نتیجۃ البحث

تفسیر احسن البیان اپنے منہج واسلوب کے اعتبار سے برصغیر میں سلفی فکر کی نمایاں نمائندہ تفسیر ہے۔ اس کا بنیادی امتیاز یہ ہے کہ اس میں قرآن کریم کی تشریح صرف قرآن اور سنت کی روشنی میں کی گئی ہے، بغیر کسی فلسفیانہ، صوفیانہ یا تاویلی رجحان کے۔ مصنف نے قرآن کے مفہوم کو اس کے اصل نصوص کے مطابق واضح کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے، جس سے یہ تفسیر عوام وخواص دونوں کے لیے یکساں طور پر مفید ثابت ہوتی ہے۔ احسن البیان قرآن فہمی کے اس منہج کی بہترین مثال ہے جو نقلی دلائل پر استوار، عقیدہ وعمل دونوں میں اعتدال پر مبنی اور دعوتی واصلاحی روح سے معمور ہے۔ یہی وہ طرزِ تفسیر ہے جو آج کے دور میں امتِ مسلمہ کو قرآن کے اصل پیغام سے جوڑنے کے لیے سب سے زیادہ مؤثر اور قابلِ تقلید ہے۔

سفارشات

1. جدید محققین کو چاہیے کہ احسن البیان کے قرآنی وحدیثی استدلال کو دیگر تفاسیر (جیسے ابن کثیر، طبری، قرطبی وغیرہ) کے ساتھ تقابلی مطالعہ کریں تاکہ اس کے منہج کی مضبوطی مزید واضح ہو۔
2. دینی جامعات اور اسلامیات کے شعبوں میں اس تفسیر کو ** سلفی منہج کی بہترین مثال ** کے طور پر نصاب میں شامل کیا جائے۔
3. احسن البیان کے حوالہ جات اور احادیث کی تخریج جدید تحقیق کے مطابق از سر نو کی جائے تاکہ علمی استناد مزید مضبوط ہو۔
4. اس تفسیر کے منہج کو دنیا کی مختلف زبانوں میں متعارف کرایا جائے تاکہ قرآن فہمی کا صحیح منہج عام ہو۔
5. احسن البیان کے اصولِ تفسیر کو سامنے رکھتے ہوئے عصر حاضر کے فکری واخلاقی مسائل پر روشنی ڈالنے کے لیے جدید تالیفات تیار کی جائیں۔

حوالہ جات

1 الأستاذ الدكتور, الزحيلي, محمد مصطفى، الوجيز في أصول الفقه الإسلامي، إدارة الشؤون الإسلامية - دولة قطر (1427ھ--2006م)، ص: 131/1.
2 آمینی، محمد تقی، فقہ اسلامی کا تاریخ پس منظر، فقہ اسلامی کا تاریخ پس منظر ص: 61۔
3 نور پوری، حافظ عبد المنان، حافظ عبد المنان نور پوری کی فقہی خدمات از احسان الحق لیڈیز یونیورسٹی، شعبہ علوم الاسلامیہ لاہور سیشن ۲۰۱۳، ص: ۵۴۔
4 آل عمران: 138.
5 مالک بن أنس، موطأ مالک - روایة یحیی - ت الأعظمي، مؤسسة زاید بن سلطان آل نهیان للأعمال الخیریة والإنسانیة - أبو ظبي - الإمارات، رقم: 3338۔
6 [آل عمران: 164]
7 [یوسف: 109]
8 (سورۃ الفرقان: 20)
9 (سورۃ حم السجدۃ: 6)
10 [النساء: 61]
11 (النور: 51)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

12 [الشوریٰ:17]
13 الحدید:25
14 سورۃ الرحمن:7-9
15 آل عمران:2-3
16 [النساء:105]
17 فیروزآبادی، مجد الدین أبو طاهر محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت-لبنان، 2005م:4ص236.
18 الأحزاب:38
19 البخاري، محمد بن اسمعیل، « صحیح البخاري » دار طوق النجاة-بیروت، (6/2669)ح:6889
مسلم بن حجاج، أبو الحسین مسلم بن الحجاج القشیري النیسابوري، صحیح مسلم، کتاب العلم، باب: اتباع سنن الیهود والنصاری، دار الجیل-بیروت، رقم:2669.
20 المائدہ:58
21 [المائدہ:06]
22 الامام، مسلم بن حجاج، القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، کتاب الطهارة، حدیث:276۔
23 البقرۃ:273۔
24 بخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح بخاری، التفسیر والزکاۃ۔
25 ترمذي، محمد بن عیسی، جامع الترمذي، کتاب الزکاة، دار الغرب الإسلامي-بیروت-لبنان 1996۔
26 خطیب التبریزی، محمد بن عبد اللہ، مشکاۃ المصابیح، کتاب الزکاۃ باب من لا تحل لہ المسالۃ ومن تحل لہ، المکتب الإسلامي-بیروت،
27 [النجم:3-4]
28 أبو داود، سلیمان بن الأشعث السجستاني، سنن أبي داود کتاب العلم، باب في کتاب العلم، دار الکتاب العربي-بیروت-لبنان۔
29 [النور:63]
30 البخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا علی صلح جور-حدیث:2514۔
31 [الأحزاب:36]
32 [النساء:65]
33 [الأحزاب:21]
34 [النحل:89]
35 البخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح بخاری، تفسیر سورۃ النساء۔
36 البخاری، محمد بن اسمعیل، صحیح بخاری، کتاب المحاربین باب هل یأمر الإمام رجلا فیضرب الحد غائبا عنه، کتاب الصلاۃ باب ذکر البیع والشراء علی المنبر في المسجد،